رات کی بات
www.pdfbooksfree.pk
نورالدین شاہد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں آپ کو جو پراسرار کہانی سنانے جا رہا ہوں وہ اسی فلیٹ کے ایک بنگلے سے بلکہ فلیٹ کے اس کمرے سے منسوب ہے جہاں آپ نے دو راتیں بسر کی ہیں۔ مگر میرے کہانی سنانے سے پہلے آپ کو یہ یقین دلانا ہوگا کہ آپ کہانی سننے کے دوران میں یا اس کے اختتام پر کسی قسم کا ڈر اور خوف ہرگز محسوس نہیں کریں گے۔"

جیسا یہ جملے میرے گوش گزار ہوتے ہی گذشتہ رات والا واقعہ میری نظروں میں گھوم گیا۔ جب کمرے میں داخل ہوتے ہی مکڑی کے جالے نے میرے سارے منہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ مکڑی کے چپکلے ہوئے جالے کو اپنے منہ سے ہٹانے کے لئے میں نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا ہی تھا کہ ایک چمگادڑ تڑپنے کے ساتھ اڑتی ہوئی میرے دائیں کان کے پاس سے گزر گئی تھی۔ اور پھر ذرا بھی مہلت دیئے بغیر دوسری چمگادڑ نے میرے بائیں کان کے قریب بھی عمل دہرایا تھا۔

میں اس نہ کہانی "گفت کا انداز" کرنے کی کوشش ہی کر رہا تھا کہ تیسری چمگادڑ بڑی تیزی سے میرے سر کے اوپر سے بالوں کو چھوتی ہوئی پرواز کر گئی۔ اور پھر آن واحد میں چمگادڑوں کے ہجوم اور ان کی آوازوں کے بے ہنگم شور سے کمرے کی فضا گونج اٹھی تھی۔ اور میں گھبرا کر وہاں سے باہر نکل آیا تھا۔ لیکن جب میں دوبارہ اسی لمحہ جینا کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوا تھا تو میرے کمرے کی فضا چند لمحے پہلے کی فضا سے بالکل مختلف تھی۔ یعنی پرسکون۔ جیسے چند لمحے پہلے پیش آیا ہوا واقعہ محض ایک خواب تھا۔ لیکن رات تمام گا ہے بگا ہے مجھے مختلف النوع کی رونے چیخنے اور چلانے کی آوازوں سے سابقہ رہا اور پائل کی چھن چھن اور گانوں کی پرزمگشت میری حس سماعت کو بیدار کرتی رہی۔ جس پر میرا اس جانب کوئی خاص دھیان نہیں گیا تھا۔ اس لئے کہ میں بھوت پریت کا سرے سے قائل ہی نہیں تھا۔ لیکن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب یہ تمام لمحے مجھے بڑے پراسرار ہو رہے تھے۔

یہاں یہ بات میں بتاتا چلوں کہ ٹورازم کے محکمے میں ایک ذمہ دار عہدے پر فائز تھا۔ پہلی مرتبہ میں ہیڈ آفس سے یہاں ایک ہفتے کے ٹور پر بھیجا گیا تھا۔ میرا کیمپ آفس ڈاک بنگلے سے چند میل کی مسافت پر ایک مختصر سی آبادی میں واقع تھا۔ جہاں مجھے مقررہ ایام میں کچھ دفتری امور نمٹانا تھے۔ دراصل میری مہم جو طبیعت ہی نے مجھے اس ڈاک بنگلے میں قیام پر اکسایا تھا۔ حالانکہ اس کے علاوہ بھی میرے ٹھہرنے کا انتظام بخوبی ہو سکتا تھا۔ ڈاک بنگلے کی تعمیر کے بعد میں پہلا شخص تھا جس نے یہاں دو راتیں بسر کی تھیں ورنہ جو بھی یہاں آتا وہ ایک اکتاہٹ سی محسوس کرنے لگتا اور شام ہونے سے پہلے ہی وہ اپنا ارادہ بدل کر یہاں سے کہیں اور رخصت ہو جاتا۔ ہاں اگر بہت ہمت کرتا تو ایک رات کے علاوہ دوسری رات ٹھہرنے کی نوبت نہیں آتی۔ یہی وجہ تھی کہ اس ڈاک بنگلے کی زیب و زینت پر منتظمین کی کوئی خاص توجہ نہیں تھی۔ ہاں! جینا نے مجھے یہی بتایا تھا۔

جینا یہاں کا چوکیدار تھا اور ادھیڑ عمر ہونے کے باوجود اپنے چہرے بشرے سے اب بھی سرخ و سفید اور ایک گبھرو جوان دکھائی دیتا تھا۔

میں جینے کے ہمراہ وقت گزارنے کے لئے برآمدے میں بیٹھا ہوا تھا۔ پورے ڈاک بنگلے میں صرف ہم دونوں ہی تھے۔ ہمارے علاوہ دور دور تک کسی کا وجود نہیں تھا۔ میں نے اپنی کلائی گھڑی پر نگاہ ڈالی۔ رات کے آٹھ بجے تھے۔ لیکن ایسا لگ رہا تھا جیسے آدھی سے زیادہ رات گزر گئی ہو۔ رات کی مہیب اور پرحول تاریکی ساری فضا میں چھائی ہوئی تھی۔ چیڑ اور صنوبر کے پھیلے ہوئے درختوں اور بے شمار جنگلی پودوں اور جھاڑیوں کے درمیان گشت کرتی ہوا کی سائیں سائیں ماحول کو اور دراؤنا بنا رہی تھی۔ اور اس پر گزشتہ رات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والے واقعے کے تصور نے میرے بدن میں جھرجھری سی پیدا کر دی اور میں خوف سے کانپنے لگا۔

"ارے! آپ تو ابھی سے ڈر گئے۔۔۔" رات کے پرحول سناٹے کا سینہ چیرتی ہوئی جینا کی آواز میری سماعت سے ٹکرائی اور میں چونک اٹھا۔

"آں ہاں! نہیں نہیں تو۔۔۔ آپ کہانی سنائیں میں بالکل نہیں ڈرا۔۔۔" میں نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں اپنی خجالت مٹاتے ہوئے کہا۔۔۔

"اچھا تو پھر سنئے۔۔۔" جینا نے کہا!

یہ بہت پرانا قصہ ہے۔ اس وقت جہاں ہم اور آپ بیٹھے ہیں اور اس کے اطراف کے علاقے پر مشتمل کبھی ایک چھوٹا سا گاؤں آباد تھا۔ اس گاؤں میں بہت سے لوگوں کے علاوہ ایک بوڑھا ترکھان بھی رہا کرتا تھا۔ اس کی ایک جوان بیٹی تھی۔ جھرنا۔۔۔! جھرنا ایک چنچل اور ابڑ دوشیزہ تھی، باغوں اور کھیتوں میں اپنی ہم جولیوں کے ساتھ سیر سپاٹے کرنا اور پھولوں اور تتلیوں سے دل بہلانا اس کا خاص مشغلہ تھا۔

گاؤں کی اور مہیارنوں کی طرح جھرنا بھی کنوئیں پر پانی بھرنے جایا کرتی۔ اور اس کی کھلنڈری طبیعت وہاں بھی اپنی سکھیوں کو چھیڑنے اور ہنسی مذاق کرنے سے باز نہیں آتی۔ اس کی بھرپور جوانی کو دیکھ کر گاؤں کے گبھرو جوان عش عش کر اٹھتے۔ اور خاموشی خاموشی اس کے گھر کے چکر لگانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ مگر وہ کسی کی طرف بھی نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتی۔ یہ صورت حال دیکھ کر ترکھان کو اس کے سیانے دوستوں نے مشورہ دیا کہ وہ جلد اس کے ہاتھ پیلے کر دے ورنہ کسی وقت بھی کوئی مصیبت کھڑی ہو سکتی ہے۔ مگر ترکھان کو ایسا کوئی لڑکا سمجھ میں نہیں آ رہا تھا جس کے ساتھ جھرنا کی شادی کر دی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جائے۔ گنگو تیلی کا بیٹا بالا ہڈ حرام تھا۔ وہ سارا سارا دن بیلوں کے باڑے میں پڑا بھنگ گھونٹتا رہتا۔ پھیکے نانبائی کے لڑکے کو گڈیاں اڑانے سے فرصت نہیں ملتی۔ وہ ہر وقت مانجھوں اور ڈور میں الجھا رہتا۔ مدھو ماشکی والے کا چھوکرا ایک دن مشک کمر پر اٹھاتا تو دو دن کمر کا درد لئے ہائے ہائے کرتے گزار دیتا۔ اور جو باقی جوان تھے جھرنا پر مٹنے والے۔ اس پر اپنی جان نچھاور کرنے والے۔ وہ اپنی لفنگی حرکتوں کی وجہ سے ترکھان کو ایک آنکھ نہیں بھاتے تھے۔

ترکھان کو اپنی بیٹی کی طرف سے بڑی فکر لاحق ہو گئی تھی۔ اس لئے کہ اب لچے لفنگوں نے اسے کچھ زیادہ ہی پریشان کرنا شروع کر دیا تھا۔ ترکھان نے حالات کی سنگینی کی وجہ سے جھرنا کو گھر میں بٹھا دیا اور اس کے باہر جانے آنے پر پابندی لگا دی۔ جھرنا جو اب تک ایک آزاد فضاء میں پرورش پا رہی تھی اچانک ایک چھوٹے سے گھر میں قید

کر دیئے جانے سے گھٹن محسوس کرنے لگی۔ وہ ہر وقت باہر جانے کے موقع کی تلاش میں رہتی۔ اس کا جی چاہتا کہ وہ کنوئیں پر پانی بھرنے جائے۔ اپنی ہم جولیوں کو چھیڑے ہنسی مذاق کرے اور خوب مزے اڑائے۔ حالات کا کرنا ایسا ہوا کہ ترکھان کے بھائی کو جو قریب ہی دوسرے گاؤں میں رہتا تھا بیماری نے آگھیرا جسکی کی وجہ سے ترکھان کو اپنی بھائی کے پاس جانا پڑ گیا۔ جھرنا گھر میں اکیلی رہ گئی تھی۔ اس نے موقع غنیمت جانا۔ فوراً پڑوس میں اپنی سہیلی بیلا کو آواز دی جو اس وقت چھپر کے نیچے بیٹھی دہی بلو رہی تھی۔ آواز سنتے ہی بیلا اپنا سارا کام چھوڑ کر سیدھا جھرنا کے پاس پہنچی۔ جھرنا بیلا کو اپنے ساتھ لیکر باہر نکل کھڑی ہوئی۔۔۔ وہ ایک گرمی کی دوپہر تھی۔ تمام چرند پرند درختوں کے سائے میں بسیرا کئے ہوئے تھے۔ کچھ لوگ نیم اور برگد کے نیچے پلنگ پر پڑے دوپہر کے گذر جانے کا انتظار کر رہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھے۔ جھرنا اپنی یاد تازہ کرنے سیدھا کنوئیں پر پہنچی اور اس کی چھت پر بڑی حسرت سے بیٹھ گئی۔ اس نے وہاں سے کنوئیں کے اندر جھانکا۔ کنوئیں کے اندر جھکتے ہی اسے چکر سا محسوس ہوا اور ایسا لگا جیسے اس کے سر اور دونوں کاندھوں پر کسی نے بھاری وزن رکھ دیا ہے۔ دل میں گھبراہٹ سی پیدا ہوگئی۔ اسے وہاں مزید ٹھہرنا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ وہ بیلا کو لیکر اپنے پاؤں گھر واپس آگئی۔ بیلا اس کی اس حرکت پر بڑی متوجہ ہوئی کہ کہاں وہ گھر سے نکلنے کے لئے اتنی بے چین ہو رہی تھی اور کہاں واپس آنے کی اتنی جلدی کہ باہر دو گھڑی بھی ٹھہرنا گوارا نہ کیا۔۔۔

گھر میں جھرنا کے قدم رکھنے کے تھوڑی دیر ہی بعد ترکھان داخل ہوا۔ اللہ کے کرم سے اس کے بھائی کی طبیعت بہتر ہوگئی تھی۔ مگر یہاں جھرنا کی آنکھیں جنگلی کبوتر کی مانند سرخ ہو رہی تھیں اور چہرہ انگارے کی مانند دہک رہا تھا۔ ترکھان نے اس کا ماتھا چھو کر دیکھا۔ اسے بہت تیز بخار تھا۔ وہ اپنی اکلوتی بیٹی کو اس حالت میں دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ جلدی سے حکیم سے دوائی لا کر دی اور پھر اس کے صحت یاب ہونے کی دعا کرنے لگا۔ گھر میں کوئی اور عورت نہیں تھی۔ اس کی بیوی تو جھرنا کی پیدائش کے چند سال بعد ہی فوت ہوگئی تھی اس نے اس کو ماں اور باپ دونوں بن کر پالا تھا۔ اب اس نے اپنی جوان بیٹی کا بوجھ سنبھالے نہیں سنبھل رہا تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ جلد سے جلد اس کی بیٹی کی شادی ہو جائے۔ مگر اس کے شایان شان کوئی بھی لڑکا اسے گاؤں میں بھائی نہیں دے رہا تھا۔ اسی ادھیڑ بن میں جھرنا کے پلنگ کے قریب ہی دوسرے پلنگ پر لیٹے لیٹے اس کی آنکھ لگ گئی۔ اور چند لمحے بعد وہ سفر سے تھکا ہارا خراٹے بھرنے لگا۔ اس نے خواب میں دیکھا۔ گاؤں کے اس کنوئیں میں جہاں جھرنا پانی بھرنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاتی تھی ایک خوبرو شہزادہ نمودار ہوا ہے جس کے سر پر سرخ گلاب کے پھولوں کا سہرا بندھا ہوا ہے وہ آہستہ آہستہ چل کر جھرنا کے پاس آیا جو کچھ فاصلے پر پھولوں اور گجروں سے لدی دلہن بنی بیٹھی ہے۔ وہ آہستگی سے قریب آکر جھرنا کے دونوں ہاتھ تھام لیتا ہے۔ جھرنا اس کی طرف اپنی پلکیں اٹھا کر دیکھتی ہے اور کھڑی ہو جاتی ہے۔ پھر وہ دونوں سامنے کھڑی ہوئی ایک عالیشان رتھ میں سوار ہو جاتے ہیں۔ ان کے بیٹھتے ہی رتھ میں جتے ہوئے گھوڑے آگے قدم بڑھانا شروع کر دیتے ہیں۔ اپنے جگر کا ٹکڑا جھرنا کو اپنے سے جدا ہوتے ہوئے دیکھ کر اس کا دل بیٹھنے لگتا ہے اور وہ دفعتاً بھرے لہجے میں جھرنا کو پکارتا ہے۔۔۔ "بیٹی۔۔۔!" اور اس کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ سوتے میں اس طرح ترکھان کی آواز کانوں میں پہنچتے ہی جھرنا چونک اٹھی اور اس نے اپنے باپ کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔۔۔! "جی بابا۔۔۔" ترکھان جھرنا کی طرف بدحواسی کے عالم میں دیکھنے لگا۔ جب اس کے حواس بجا ہوئے تو اپنی بیٹی کا ماتھا چھو کر دیکھا۔۔۔ بخار بالکل اتر چکا تھا۔ اور وہ پہلے کی طرح چاق چوبند نظر آ رہی تھی۔ شاید حکیم جی نے تیر بہ ہدف نسخہ عطا کر دیا تھا۔ ترکھان نے صحن کی طرف نظر دوڑائی۔ شام کا جھٹ پٹا رات کی تاریکی میں ڈھل رہا تھا۔۔۔ معاً اسے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔ دروازہ کھولا تو اسے اپنے سر پر کیڑوں کا گٹھڑ لادے ایک وجیہہ اور خوبصورت نوجوان نظر آیا۔ جو ایک شہزادے سے کم نہیں معلوم ہو رہا تھا۔ اس نوجوان نے ترکھان سے کہا۔۔۔!

"میں کپڑوں کا سوداگر ہوں۔ پھیری کرتے کرتے شام ہو گئی۔۔۔ گھر یہاں سے بہت دور ہے۔ رات کے سفر میں مجھے لٹیروں کا ڈر ہے۔ اگر ایک رات میرے ٹھہرنے کا بندوبست کر دیا جائے تو زندگی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھریہ احسان نہیں بھولوں گا۔۔۔"

ترکھان نے اس نوجوان کے چہرے کا بغور جائزہ لیا۔ وہ اس نوجوان سے بالکل مماثل تھا جس نے خواب میں سہرا باندھے کنوئیں سے نکل کر اس کی بیٹی کا ہاتھ تھام لیا تھا۔۔۔ اس نوجوان کی اس خصوصیت نے ترکھان کے ذہن کو مزید غور کرنے کی مہلت نہیں دی اور اسے نوجوان کی التجا قبول کرنے پر آمادہ کرلیا۔

رات کافی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ وہ نوجوان صحن میں ایک پلنگ پر پڑا خراٹے لے رہا تھا اور دوسری طرف ترکھان اپنے بستر پر کروٹ بدل بدل کر اس نوجوان کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ ترکھان کو وہ نوجوان نیک شریف اور انتہائی محنتی لگا۔ لہٰذا اس نے اس کے ساتھ اپنی بیٹی کو بیاہ دینے کا فیصلہ کرلیا۔

اس نوجوان سے جھرنا کی نسبت طے ہو جانے کے بعد گھر میں خوشیوں کے شادیانے بجنے لگے۔ روزانہ رات کو جھرنا کی سہیلیاں سکھیاں گھر کے کام کاج سے فارغ ہونے کے بعد جھرنا کے ہاں اکٹھی ہو جاتیں اور ڈھولک کی تھاپ پر شادی کے گیت گاتیں۔ اور رقص کی محفل سجاتیں۔ جوں جوں بارات کے دن قریب آتے جا رہے تھے جھرنا کی عزیز سکھیوں کے دل خوشی کے ساتھ ساتھ دکھ سے بھی بھر بھر ہونے لگے تھے۔ اور آخرکار وہ دن بھی آپہنچا جب جھرنا کے بوڑھے بابا کے دل میں اٹھتے ہوئے اپنی بیٹی کی جدائی کے درد اور اس سے بچھڑ جانے پر اس کی سکھیوں کی سسکیوں کے درمیان وہ خوبرو نوجوان اس حسین دوشیزہ جھرنا کو اپنی دلہن بنا کر اپنے ساتھ رخصت کر کے لے گیا۔

"جانتے ہیں آپ وہ کون تھا۔۔۔؟" جینا نے مجھ سے سوال کیا اور پھر خود ہی اس کا جواب دیتے ہوئے کہا۔!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"جن تھا۔"

"جن تھا۔۔۔؟" میں نے خوف بھرے لہجے میں جینا کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ دہرائے۔

"ہاں۔۔۔" پھر جینا نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ وہ گرمی کی دوپہر میں گاؤں کے کنوئیں میں بسیرا کیے ہوئے تھا۔ جب جھرنا کو کنوئیں میں جھانکتے دیکھا تو اس کی نظر اس پر پڑ گئی۔ اور وہ اس کا عاشق ہو گیا۔ جھرنا کے کندھوں پر سوار ہو کر وہ گھر میں اس کے ساتھ آیا تھا۔ اور پھر کپڑوں کا سوداگر بن کر اس نے جھرنا سے شادی کر لی۔ لیکن کہانی یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی۔ وہ جن شادی کر کے جھرنا کو اپنے دیس کوہ قاف میں لے گیا۔ جہاں ایک دل پھینک دیو جو کالا دیو کے نام سے پورے کوہ قاف میں مشہور تھا جھرنا جیسی پریوں سے مسحور دوشیزہ پر نظر رکھنے لگا۔ وہ جن کو اچھی طرح اندازہ تھا کہ کالا دیو کتنا ضدی اور کانوار ہے۔ اسے جو شے ایک مرتبہ پسند آ جائے وہ اسے حاصل کیے بغیر برگز نہیں رہتا۔ لہٰذا اس جن نے جھرنا کو کالا دیو سے بچانے کے لئے ہر ممکنہ جتن کر ڈالا لیکن اس کی کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی۔ اور آخر کار کالا دیو نے جھرنا کو اغوا کر کے قید کر لیا۔ اور اپنے ساتھ اسے شادی کرنے پر آمادہ کرنے لگا۔ اس بدصورت دیو نے اس پر طرح طرح کے ظلم ڈھانا شروع کر دیئے لیکن جھرنا نے اس کے ساتھ شادی کی حامی بالکل بھی نہیں بھری۔ وہ اس بدصورت کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی تھی۔ شادی والے دن وہ رخصت ہو کر گاؤں سے نکلی ہی ہو گی کہ وہاں زلزلہ آ گیا تھا اور اس کا باپ اس میں ہلاک ہو کر اسے داغ مفارقت دے گیا تھا۔ اپنی آہوں اور سسکیوں میں اسے رخصت کرتی ہوئی اس کی سہیلیاں بھی اس سے بچھڑ گئی تھیں۔ وہاں کا ایک فرد بھی تو نہیں بچا تھا۔ گاؤں کا نام و نشان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تک مٹ گیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے یہاں کوئی آبادی پہلے کبھی تھی ہی نہیں۔ اس ڈاک بنگلے کی تعمیر اس کے بعد ہی عمل میں آئی تھی۔ لیکن یہ لوگوں کی توجہ حاصل کرنے میں ابھی تک ناکام رہا ہے۔

دراصل حالات کی سنگینی کسی کو یہاں ایک رات سے زیادہ ٹکنے ہی نہیں دیتی۔ رات کو یہاں جھرنا کی سہیلیوں کے ڈھولک پر شادی کے گانے' پائل کی جھنکار اور رقص اور جھرنا کی رخصتی کے وقت ان کے رونے اور سسکنے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ اور ایک خاص بات یہ کہ جس کمرے سے یہ آوازیں آتی ہیں اسی جگہ پر جھرنا کا گھر تھا۔ اور جھرنا کا جن شوہر بھی اپنی دلہن کے فراق میں اسی ڈاک بنگلے میں بھٹک رہا ہے۔ لیکن اب شاید اسے مزید بھٹکنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔۔۔

"ناگ جوگی" کی باتیں کچھ سچ دکھائی دے رہی ہیں۔۔۔"

"ناگ جوگی۔۔۔!" میں نے حیرت سے سوال کیا۔۔۔

"ہاں۔۔۔" جینا نے کہانی کے تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے کہا۔ جھرنا سے ملنے کے لئے جن بڑا بے چین تھا۔ اسے اپنا کوئی ہمدم و مونس نظر نہیں آرہا تھا جو اسے کچھ مشورہ دے سکے۔ اور نہ وہ خود اس قابل تھا کہ ذرا ہاتھ پاؤں مار سکتا۔ اس لئے کہ جن والی آدھی صلاحیت اس کے ملک کے بادشاہ نے سزا کے طور پر اس سے سلب کر لی تھی۔ بادشاہ کو جن کا ایک آدمزاد لڑکی سے شادی کرنا قطعی پسند نہیں آیا تھا اور وہ اس سے سخت ناراض تھا۔ اتفاقاً جن کی مڈبھیڑ اپنے ایک پرانے دوست سے ہوئی جس سے وہ برسوں سے بچھڑا ہوا تھا۔ اس نے اپنے دوست سے اپنے دل کا سارا حال کہہ ڈالا۔ جن کے دوست نے اسے ناگ جوگی کے پاس جانے کا مشورہ دیا جو اس کے اس مسئلے کا ضرور کوئی نہ کوئی حل بتا سکتا تھا۔ ناگ جوگی اصل میں ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اژدھا تھا مگر اس میں اپنے آپ کو ہر روپ میں ظاہر کرنے کی صلاحیت موجود تھی۔ ہزار سال سے اس کا ڈیرہ ایک سنسان جزیرے میں برگد کی جڑ میں تھا۔ مگر اسے قابو کر کے اپنے مسئلے کا حل پوچھنے کے لئے اس کے "منکے" کو گرفت میں لینا لازمی تھا۔ وہ ہر مہینے کی آخری اندھیری رات میں برگد کے نیچے اپنا "منکا" اگلتا اور اس کی چاندنی میں سارے جزیرے کی سیر کیا کرتا۔ دراصل "منکے" کو اپنی گرفت میں لینا کا وہی وقت تھا۔ اس عمل میں ذرا سی بھی دیر یا لغزش اس کیلئے جان لیوا ثابت ہو سکتی تھی۔ اس سے پہلے کتنے ہی لوگ اپنی سستی سے اژدھے کے پیٹ کی دوزخ کا ایندھن بن چکے تھے۔

مگر "جن" کو تو اپنی جھرنا سے بے پناہ محبت تھی اور وہ اس کے لئے اپنی جان سے بھی کھیل سکتا تھا۔

اسی ایک رات میں "جن" برگد کے اس درخت پر چڑھ کر بیٹھ گیا جس کے نیچے ناگ جوگی کو اپنا "منکا" اگلنا تھا۔ گھپ اندھیرا ہونے کے باوجود اس کی نگاہیں مسلسل برگد کی جڑ پر لگی ہوئی تھیں۔ کافی دیر انتظار کے بعد اسے دو لال لال خونخوار آنکھیں چمکتی نظر آئیں۔ غالباً اژدھے نے بل سے اپنا منہ نکالا تھا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ رینگتا ہوا بل سے باہر آ گیا۔ وہ سیاہ رنگ کا ایک قوی ہیکل اژدھا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر چاروں طرف گھوم کر دیکھا۔ پھر اس نے ایک کھنکھار کے ساتھ ایک گول سا چمکتا ہوا انگارہ منہ سے اگل دیا۔ اس کے انگارہ اگلتے ہی تاریک جزیرہ جگمگ انور بن گیا۔ "جن" کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ اب اس کے لئے آزمائش کی گھڑی آن پہنچی تھی۔ جس پر پورا نہ اترنے پر وہ اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو سکتا تھا۔ مگر اس نے اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالا اور یہ تسلی کر لینے کے بعد کہ اژدھا اب بہت دور نکل چکا ہے درخت سے نیچے اترا اور بڑی پھرتی سے اس پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنی اوزھنی کو ڈال دیا۔ اوزھنی کے اس منکے پر پڑتے ہی سارے جزیرے میں دوبارہ اندھیرا چھا گیا۔۔۔ لیکن قبل اس کے کہ اژدھا وہاں پہنچے جن اپنی اوزھنی میں منکے کو چھپائے درخت کے اوپر دوبارہ چڑھ چکا تھا۔ اس نے درخت سے نیچے کی جانب دیکھا اژدھا زور زور سے اس جگہ جہاں منکا گرا تھا اپنا سر پٹخ رہا تھا اور گرج رہا تھا جس کی آواز سے پورا جزیرہ لرزنے لگا۔ وہ "جن" ساکت و جامد درخت پر چڑھا بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد اژدھے کے گرجنے اور سر پٹخنے کی آوازیں آنا بند ہو گئیں۔ اب وہاں ایک باریش بوڑھا آدمی گلے میں موتیوں کی بہت سی مالائیں پہنے ہوئے کھڑا تھا۔ جن نے التجا آمیز لہجے میں اس کو مخاطب کیا۔۔۔!

"ناگ جوگی! میں نے تمہیں پریشان کیا ہے جس کی معافی چاہتا ہوں۔ میں ایک پریشان حال ہوں اور آپ سے اپنے مسئلے کا حل پوچھنے آیا ہوں۔۔۔"

"فرمائیے تمہارا مسئلہ کیا ہے۔۔۔؟" ناگ جوگی کی تحکمانہ آواز فضاء میں گونجی۔

جن نے ناگ جوگی کو اپنا تمام ماجرا بیان کر ڈالا۔۔۔ ناگ جوگی نے اسے تسلی دی اور کہا۔۔۔!

تمہیں اپنی دلہن کو کالا دیو سے جنگل سے آزاد کرانے کے لئے ایک آدم زاد کا انتظام کرنا پڑے گا۔ آدم زاد کالا دیو کی مرغوب غذا ہے۔ اس آدم زاد کو اپنے حلق سے نگلتے ہی کالا دیو پر نشہ طاری ہو جائے گا اور وہ گہری نیند سو جائے گا۔ وہ بھرنا کی رکھوالی میں ابھی تک نہیں سویا ہے۔ کالا دیو کی گہری نیند سو جانے کے بعد تم اسے آسانی سے نکانے لگا سکتے ہو۔ اس طرح تمہاری بھرنا آزاد ہو کر تم سے آن ملے گی۔ مگر اس میں ایک شرط ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"وہ کیا شرط ہے ناگ جوگی۔۔۔؟" اس جن نے بڑی بے قراری سے پوچھا۔ ناگ جوگی نے کہا۔!

"میں تمہیں وہ شرط بتا دوں گا۔ مجھے پہلے میرا منکا واپس کر دو۔۔۔" جن نے ناگ جوگی کی بات۔ سنتے ہوئے اس کا منکا درخت سے نیچے اس کے پاس پھینک دیا۔ سارا جزیرہ پھر سے بقعہ نور بن چکا تھا۔ ناگ جوگی چشم زدن میں اژدھے کا روپ دھار کر منکا نگل کر اپنی بل میں واپس چلا گیا۔ جن اپنی اس فاش غلطی پر بے اختیار پچھتا رہا تھا۔ اس لئے کہ ناگ جوگی اپنا منکا واپس لے کر شرط بتائے بغیر غائب ہو چکا تھا۔ دفعتاً جن کے کانوں میں ناگ جوگی کی آواز کی بازگشت محسوس ہوئی۔۔۔!

"ناگ جوگی اپنے قول سے پھرا نہیں کرتا۔ وہ تمہیں شرط ضرور بتائے گا۔۔۔" اور پھر ناگ جوگی نے وہ شرط اچھی طرح جن کے ذہن نشین کرا دی۔

"وہ شرط کیا تھی۔۔۔؟" میرا تجسس بڑھ گیا تھا۔

جینا نے پراطمینان لہجے میں کہا۔۔۔!

"شرط یہ تھی کہ اس آدم زاد کو کالا دیو کے سامنے زندہ سلامت اور بہ قائمی ہوش و حواس پیش کرنا ہوگا جو زاک بنگلے میں جہاں اس وقت تم اور آپ بیٹھے ہیں دو راتیں بسر کر چکا ہو۔۔۔ اور وہ آدم زاد آپ ہیں۔۔۔"

"لیکن وہ جن کہاں ہے۔۔۔" میں نے خوف بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تمہارے سامنے۔۔۔" جینا نے اپنی بڑی بڑی سرخ آنکھیں باہر نکالتے ہوئے کہا "وہ جن میں ہوں۔" یہ کہتے ہی جینا کا سر اور چہرہ دھواں بن کر فضا میں تحلیل ہو گیا۔ اس کے بعد پورا جسم غائب ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گیا۔ اور اس کے بڑے بڑے ناخنوں والے ہاتھوں کے دونوں پنجے میری جانب بڑھنے لگے۔ خوف کے مارے ایک زبردست چیخ میرے حلق سے نکلی۔ پھر اس کے بعد مجھے کچھ پتا نہیں۔ اور جب مجھے ہوش آیا تو رات نہیں، دن تھا۔ اور میں اسٹاف کے سامنے پڑا حیرت سے انہیں تک رہا تھا۔۔۔ اگر میرے مجھے کی گشت کرتی ہوئی جیپ اتفاقاً وہاں نہ پہنچ گئی ہوتی تو نہ جانے میرا آگے کیا حشر ہوتا۔

﴿نورالدین شاہد﴾